مصنوعی ذہانت کے ہوتے ہوئے انسانی تخلیق کی اہمیت و ضرورت کے تقاضے

تحریر: ابراہیم ● جون ہیلمنڈ

ہر دور میں کوئی نہ کوئی ایجاد ہوتی ہے جو انسانی زندگی کو بدل کر رکھ دیتی ہے۔ کبھی یہ ایجاد پہیہ ہوتی ہے، کبھی بجلی، کبھی کمپیوٹر اور کبھی انٹرنیٹ۔ آج کا دور مصنوعی ذہانت (AI) کا دور کہا جا رہا ہے۔ یہ ایک ایسی ٹیکنالوجی ہے جو انسان کی طرح سوچتی، سیکھتی اور فیصلے کرتی ہے۔ چیٹ جی پی ٹی، گوگل جیمنی، میٹا اے آئی اور دیگر ایپس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مشین انسان کے کئی کام بہتر انداز میں کر سکتی ہے۔ تحریر، ترجمہ، تصویر، ویڈیو، کوڈنگ اور ڈیٹا تجزیہ جیسے کام چند سیکنڈ میں ہو جاتے ہیں۔ یہ صورتحال ہر اس شخص کے لیے خوشی کا باعث ہے جو وقت کی بچت چاہتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر مشین سب کچھ کر سکتی ہے تو انسان کا کردار کیا رہے گا؟ کیا تخلیق کا جذبہ ختم ہو جائے گا؟ کیا محنت کی قدر کم ہو جائے گی؟ یہ سوال صرف ٹیکنالوجی کے ماہرین کا نہیں بلکہ ہر شعبے کے لوگوں کا سوال ہے۔

مصنوعی ذہانت کے فوائد بے شمار ہیں۔ طب میں ڈاکٹر اس سے بیماریوں کی تشخیص کر رہے ہیں، تعلیم میں طلبہ اس سے سیکھ رہے ہیں، کاروبار میں کمپنیاں اس سے گاہکوں کو سہولیات دے رہی ہیں، دفاتر میں ملازمین اس سے رپورٹیں تیار کر رہے ہیں۔ ایک طالب علم اس سے نوٹس بنا سکتا ہے، ایک ڈاکٹر اس سے رپورٹ لکھ سکتا ہے، ایک کسان اس سے موسم کا حال جان سکتا ہے۔ یہ سب باتیں مثبت ہیں۔ مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب مشین انسان کی جگہ لینے لگتی ہے۔ کئی ادارے اعلان کر چکے ہیں کہ وہ اتنے ملازمین کو فارغ کر دیں گے اور کام مشین سے لیں گے۔ یہ فیصلہ کمپنی کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے، لیکن ملازم کے لیے یہ ایک بڑا دھچکا ہے۔ اس کی روزی چلی جاتی ہے، اس کا گھر چلنا مشکل ہو جاتا ہے، اس کے بچوں کی فیس رک جاتی ہے۔ یہ صرف معاشی مسئلہ نہیں، یہ انسانی مسئلہ ہے۔

تخلیق کا معاملہ اور بھی نازک ہے۔ مصنوعی ذہانت تصویر بنا سکتی ہے، کہانی لکھ سکتی ہے، گانا بنا سکتی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تخلیق ہے، کچھ کہتے ہیں کہ یہ نقل ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ تخلیق کا مطلب کیا ہے؟ کیا قلم کا استعمال تخلیق ہے؟ کیا کیمرے کا بٹن دبانا تخلیق ہے؟ کیا کمپیوٹر پر کمانڈ دینا تخلیق ہے؟ ہر دور میں لوگوں نے اس سوال کا جواب اپنے اپنے انداز میں دیا ہے۔ فوٹو گرافی آئی تو مصوروں نے کہا کہ یہ تخلیق نہیں، یہ صرف عکس ہے۔ فوٹو گرافی نے جواب دیا کہ روشنی اور زاویے کا انتخاب بھی تخلیق ہے۔ آج یہی بحث مصنوعی ذہانت پر ہو رہی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تخلیق ہے، کچھ کہتے ہیں کہ یہ نقل ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ اگر مقصد صرف خوبصورت چیز بنانا ہے تو مشین یہ کام کر سکتی ہے۔ لیکن اگر مقصد انسان کے جذبات، تجربات اور احساسات کا اظہار ہے تو یہ کام صرف انسان کر سکتا ہے۔ مشین کے پاس نہ دل ہے، نہ درد ہے، نہ یاد ہے، نہ خواہش ہے۔ وہ صرف ڈیٹا کو ترتیب دیتی ہے۔ انسان کے پاس یہ سب کچھ ہے۔ اس لیے انسانی تخلیق کی قدر کم نہیں ہوگی، بدل جائے گی۔

تعلیم کے میدان میں یہ تبدیلی سب سے زیادہ نظر آئے گی۔ طلبہ اب اسائنمنٹ مصنوعی ذہانت سے بنوا سکتے ہیں، امتحان میں نقل کر سکتے ہیں، پروجیکٹ تیار کروا سکتے ہیں۔ اساتذہ کے لیے یہ بڑا چیلنج ہے۔ وہ کیسے پتا چلائیں کہ یہ کام طالب علم نے کیا ہے یا مشین نے؟ کیا ہر اسائنمنٹ کا زبانی امتحان لیا جائے؟ کیا کلاس میں لکھوایا جائے؟ کیا نئے طریقے اپنائے جائیں؟ یہ سوال ہر استاد کے ذہن میں ہے۔ حل یہ نہیں کہ مشین پر پابندی لگا دی جائے، کیونکہ پابندی لگانا ممکن نہیں ہوگا۔ حل یہ ہے کہ طلبہ کو سکھایا جائے کہ مشین کو کیسے استعمال کرنا ہے اور کیسے نہیں کرنا ہے۔ مشین سے مدد لینا غلط نہیں، مشین پر مکمل انحصار کرنا غلط ہے۔ فرق سمجھنا ضروری ہے۔

کاروبار میں بھی بڑی تبدیلی آئے گی۔ کمپنیاں کم ملازم رکھیں گی، کام مشین سے لیں گی۔ یہ فیصلہ کمپنی کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے، لیکن ملازم کے لیے یہ ایک بڑا دھچکا ہے۔ اس کی روزی چلی جاتی ہے، اس کا گھر چلنا مشکل ہو جاتا ہے، اس کے بچوں کی فیس رک جاتی ہے۔ یہ صرف معاشی مسئلہ نہیں، یہ انسانی مسئلہ ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسی پالیسی بنائے جو ٹیکنالوجی کے فائدے بھی دے اور ملازم کو تحفظ بھی دے۔ مثلاً جو کمپنی ملازم کو نکالے اور مشین لگائے، اس پر ٹیکس زیادہ ہو اور وہ پیسہ ملازم کی تربیت پر خرچ ہو۔ یہ ایک اچھا حل ہو سکتا ہے۔ ورنہ امیر اور غریب کا فرق اور بڑھ جائے گا۔ امیر کے پاس مشین ہوگی، غریب کے پاس کچھ نہیں ہوگا۔ یہ خطرناک صورتحال ہے۔

اخلاقی سوال بھی اہم ہے۔ اگر مشین غلطی کرے تو ذمہ دار کون ہے؟ کمپنی؟ پروگرامر؟ صارف؟ یہ سوال ابھی حل طلب ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں اس پر قانون بن رہا ہے۔ یورپی یونین نے اے آئی ایکٹ بنایا ہے جو مصنوعی ذہانت کے استعمال کو کنٹرول کرتا ہے۔ پاکستان میں ابھی یہ قانون نہیں بنا، لیکن بننا چاہیے۔ ہمارے ہاں ڈیٹا کی چوری، جعلی تصاویر اور غلط معلومات کا خطرہ بہت زیادہ ہے۔ مصنوعی ذہانت یہ کام اور آسان بنا دیتی ہے۔ اس لیے قانون کی ضرورت ہے۔ لیکن قانون کا مقصد ترقی روکنا نہیں ہونا چاہیے، غلط استعمال روکنا ہونا چاہیے۔

مستقبل میں کیا ہوگا؟ کچھ ماہرین کہتے ہیں کہ انسان کی جگہ مشین لے لے گی۔ کچھ کہتے ہیں کہ انسان اور مشین مل کر کام کریں گے۔ دوسرا جواب زیادہ درست لگتا ہے۔ مشین اکیلی کچھ نہیں کر سکتی۔ اسے حکم چاہیے، اسے ڈیٹا چاہیے، اسے چیک کرنے والا چاہیے۔ انسان اور مشین کا ساتھ ہوگا۔ ڈاکٹر مشین سے رپورٹ لے گا، لیکن فیصلہ خود کرے گا۔ استاد مشین سے نوٹس لے گا، لیکن پڑھائے گا خود۔ کسان موسم کا حال جان لے گا، لیکن بیج کب بونا ہے یہ خود طے کرے گا۔ یہ ساتھ ہی اچھا ہے۔ مشین کام آسان کرے گی، انسان زندگی گزارے گا۔

آخر میں یہ سوال کہ انسان کی قدر کیا ہوگی؟ قدر اس بات کی ہوگی کہ انسان کیا سوچتا ہے، کیا محسوس کرتا ہے، کیا خواب دیکھتا ہے۔ مشین یہ کام نہیں کر سکتی۔ مشین کے پاس دل نہیں ہے، روح نہیں ہے، خواب نہیں ہے۔ وہ صرف ڈیٹا ہے۔ انسان کے پاس یہ سب کچھ ہے۔ اس لیے انسان کی قدر کم نہیں ہوگی، بدل جائے گی۔ پہلے قدر اس بات کی تھی کہ کون کتنا تیز حساب کر سکتا ہے، کون کتنا تیز ٹائپ کر سکتا ہے، کون کتنا تیز ڈیٹا یاد رکھ سکتا ہے۔ اب یہ قدر ختم ہو رہی ہے۔ اب قدر اس بات کی ہوگی کہ کون کیا سوچتا ہے، کون کیا محسوس کرتا ہے، کون کیا تخلیق کرتا ہے۔ یہ تبدیلی اچھی ہے۔ انسان کو اصل کام کی طرف لے جائے گی۔

مصنوعی ذہانت ایک طاقتور ٹول ہے۔ اسے استعمال کرنا ہے، اس سے ڈرنا نہیں ہے۔ ڈر کا حل علم ہے۔ جو شخص اس کو سیکھے گا، وہ آگے رہے گا۔ جو نہیں سیکھے گا، وہ پیچھے رہ جائے گا۔ یہ دنیا کا اصول ہے۔ ہر دور میں یہی ہوا ہے۔ کمپیوٹر آیا تو ٹائپ رائٹر والے پیچھے رہ گئے۔ انٹرنیٹ آیا تو خط والے پیچھے رہ گئے۔ اب مشین آئی ہے تو جو سیکھے گا وہ آگے رہے گا۔ یہ قدرتی عمل ہے۔ اس سے گھبرانا نہیں، سیکھنا ہے۔ یہ ہمارا پیغام ہے۔

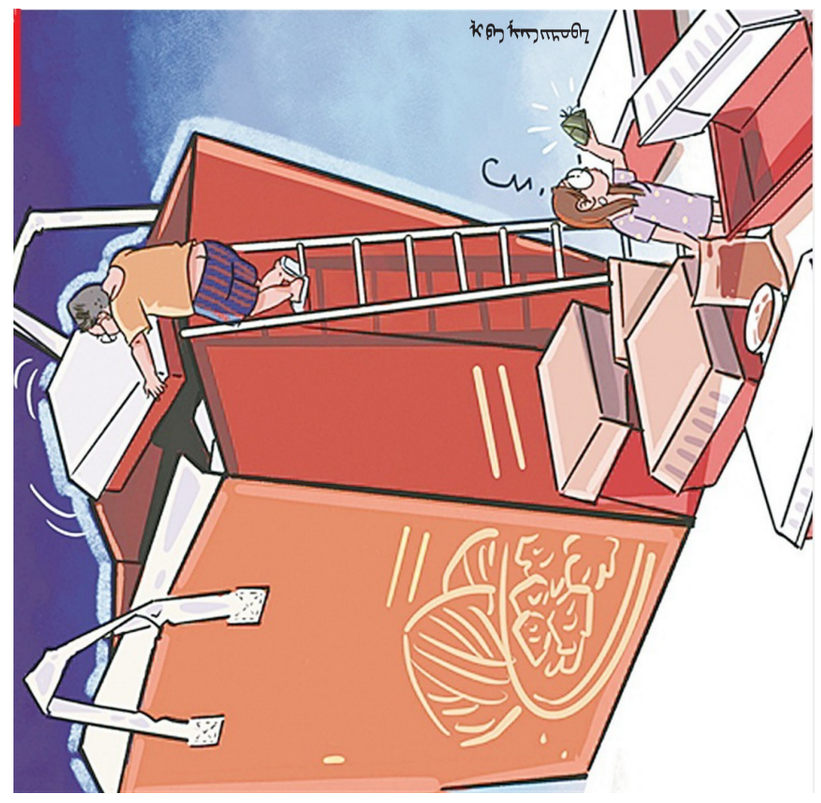

ٹیکنالوجی کا انسانی پہلو

مصنوعی ذہانت کے دور میں تخلیق کی اہمیت و ضرورت کے تقاضے

مصنوعی ذہانت کے دور میں انسانی تخلیق کی اہمیت و ضرورت کے تقاضے

مصنوعی ذہانت کے دور میں انسانی